جب مؤذن پہلی اذان دیتا ہے تو حاضرین سنت پڑھ لیتے ہیں۔ اس کے بعد خطیب منبر پر چڑھ کر السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ سے حاضرین کو مخاطب کرتا ہے۔ اس کے بعد دوسری اذان پڑھ کر امام خطبہ شروع کرتا ہے اور درمیان خطبہ میں وہ سلطان حسین بن طلال کے لئے دعائیہ کلمات پڑھ کر مؤذن تین دفعہ آمین یارب العالمین کہہ دیتا ہے۔ پھر خطیب خطبہ کو مکمل کر دیتا ہے۔ عمان کے تقریباً ہر گھر میں انگور، انجیر، سرو کے درخت ہیں۔ عمان کے چوراہوں میں بڑے بورڈ پر اللہ - الوطن - الملک۔ لکھا ہوا ہے۔ عمان میں عیسائی بکثرت ہیں۔ اس لئے یہاں عیسائی مدارس اور گرجے بھی بکثرت ہیں، ایک اجنبی عیسائی اور مسلم کا فرق نہیں کر سکتا۔

شرکۃ اقتصاد میں ایک مینجر کا نام عدنان ہے۔ ایک دن اس نے مجھے کہا کہ میرے لئے دعا کرو۔ میں نے کہا کہ اللہ آپ کو حج بیت اللہ شریف اور روضۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے متمتع فرمادے۔ وہ خاموش ہو گیا۔ کسی ملازم نے مجھے بعد میں بتایا کہ عدنان تو مسیحی ہے وہ اس قسم کی دعاؤں سے ناراض ہوتا ہے۔

یہاں ادراز بھی رہتے ہیں جو عقیدے کے لحاظ سے یہودیوں کے قریب ہیں۔ ان کے مذہب میں کوئی چیز حرام نہیں۔ اقتصاد والوں نے ہمیں کہا کہ صبح اپنے بستر وغیرہ یہاں سے آؤ۔ آپ کو صبح کی بس میں یہاں سے عقبہ جانا ہو گا۔ تمام ساتھی صبح سویرے جمع ہو گئے تھے۔ دو گھنٹے سامان کو اٹھانے اور ٹکٹوں کی جانچ پڑتال میں خرچ ہوئے۔ بسوں کا یہ اڈا مختلف ٹرانسپورٹ کمپنیوں کا مرکز ہے۔ یہاں سے بغداد، دمشق، مکہ، مدینہ، تبوک، لبنان، کویت، عقبہ، یرموک، اندلس و دیگر دور دراز ممالک کو جانے کیلئے آپکو بسیں ملیں گی۔ بعض بسوں پر شرکۃ نقلیات الاندلس عبر الصحراء۔ بعض پر نقلیات یرموک۔ بعض پر نقلیات الحج لکھا ہوا ہے۔ بسوں اور ٹیکسیوں پر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اور بسم اللہ مجرھا ومرسٰھا[1]۔ اور یا رضی اللہ یا رضی الوالدین[2]۔ لکھا ہوا ہے۔ ایک ٹرک کے پیچھے یہ شعر لکھا ہوا تھا جو بہت پسند آیا ؎

لا تکن للعیش مجروح الفؤاد انما الرزق علی رب العباد[3]

ایک بس کے پیچھے یہ عبارت درج تھی۔ لَا تُسْرِعْ فَاِنَّ الْمَوْتَ اَسْرَعُ[4] ہم نے جس بس سے روانہ ہونا تھا۔ اس کے آگے شیشہ پر محفوظین مع السلامۃ[5] اور ڈرائیور کے بالمقابل بس کے اندر شعارنا الخدمۃ[6]۔ مکتوب تھا ـــــ طویل انتظار کے بعد بس عقبہ کی جانب روانہ ہوئی۔ (عقبہ میں کیا دیکھا۔ یہ اگلی فرصت میں سنیئے۔)

(باقی آئندہ)

---

[1] خدائے پاک کے نام پر روانہ ہونا اور ٹھہرنا ہے۔ [2] خدا کی رضامندی اور والدین کی رضامندی مطلوب ہے [3] روزی کمانے کے لئے اپنے دل کو مجروح نہ کر بیشک بندوں کے پروردگار نے رزق دینے کا ذمہ لیا ہے۔ [4] جلدی نہ کر کیونکہ موت بہت جلد آنیوالی ہے۔ [5] سلامتی کے ساتھ محفوظ پہنچ جائیں۔ [6] خدمت ہمارا شعار ہے۔

حضرت مولانا امین الحق صاحب مدظلہ خطیب شیخوپورہ

نبوت کی حقیقت اور اسکی عظمت

آخری قسط

بعض برخود غلط قسم کے یہودیت نوازوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی التزام طاعت کے لئے حدیث اور سنت کا قرآن شریف کے موافق ہونے اور قرآن شریف میں مذکور ہونے کی شرط لگا دی ہے اور یہ کہا ہے کہ حدیث یا سنت اگر قرآن شریف میں مذکور یا قرآن شریف کے کسی اجمال کا بیان نہیں ہے تو وہ حدیث یا سنت قرآن شریف کے مخالف ہے۔ اسکو دین اسلام کا جز نہیں سمجھنا چاہیئے چونکہ یہ غیر قرآنی فکر اور بیہودہ خیال ہے اور قرآن شریف پر اس کا حوالہ دیا جاتا ہے۔ لہٰذا قرآن شریف کی آیات میں اس کو سمجھنا چاہیئے۔ قرآن شریف جگہ جگہ اللہ کی اطاعت کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کا امر کرتا ہے۔ اور قرآن شریف کے امر کی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کو حدیث کو سنت کو ما انزل اللہ میں شامل اور داخل رکھتا ہے اور اللہ کی تشریع کی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث اور سنت کو تشریع کا مقام دیتا ہے۔ قرآن شریف میں ارشاد ہوتا ہے (اے ایمان والو حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا اور حاکموں کا جو تم میں سے ہوں۔ پھر اگر جھگڑ پڑو کسی چیز میں تو اسکو رجوع کرو اللہ کی طرف اور رسول کیطرف اگر ایمان رکھتے ہو اللہ پر اور قیامت کے دن پر) اس آیت نے جس طرح رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اطاعت کا امر دیا ہے، اسی طرح رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اطاعت کی کیفیت اور شخصیت پر بھی روشنی ڈالی ہے۔ اس لئے ایسے حضرات اہل علم کے فکر و نظر کو یہاں نقل کرنا چاہتا ہوں جنکو حق تعالیٰ نے نظم قرآنی کے لطائف اور اسلوب بیان کے معانی اور معارف پر گہری بصیرت اور تحقیق و معرفت کا وافر حصہ عنایت کیا ہے ——— حافظ ابن حجرؒ

نے فتح الباری کتاب الاحکام میں اس آیت کے متعلق لکھا ہے۔ یہ آیت امراء کی اطاعت کے بارہ میں اتری ہے اور بخاریؒ کا رجحان بھی یہی ہے اور امام طبریؒ نے بھی اسکو پسند کیا ہے۔ اور مدینہ منورّہ کے بڑے مفسر قرآن زید بن اسلم تابعیؒ نے بھی سفیان بن عیینہؒ کو یہی جواب دیا تھا۔ اور فرمایا کہ آیت میں رسولؐ کی اطاعت کے ساتھ اطیعوا فعل کا اسطرح اعادہ کیاگیا ہے جسطرح کہ اللہ کی اطاعت کے امر میں اطیعوا فعل مذکور تھا۔ رسولؐ کی اطاعت کے امر میں اطیعوا فعل کا اعادہ اللہ کی اطاعت کے استقلال کیطرح قرآن شریف رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اطاعت کے استقلال کی طرف اشارہ کر رہا ہے کہ جس طرح اللہ کی اطاعت کیلئے اللہ کی کتاب میں اللہ کے امر کا مذکور ہونا کافی ہے۔ اسی طرح رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اطاعت کیلئے رسولؐ کے امر کا رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حدیث اور سنت میں مذکور ہونا کفایت کرتا ہے۔ رسولؐ کے امر کیلئے قرآن شریف کی آیات میں تلاش کرنا ضروری نہیں ہے۔ اور فرمایا امراء کی اطاعت کے امر میں مذکورہ فعل اطیعوا کا اعادہ نہیں کیاگیا ہے۔ ایسا کرنے میں قرآن شریف اس حقیقت پر متنبہہ کرتا ہے کہ امراء کے ایسے احکام بھی ہو سکتے ہیں جنکی اطاعت لازم نہیں ہے بلکہ فان تنازعتم فی شیئ۔ فرما کر قرآن شریف نے یہ ظاہر فرما دیا ہے کہ اولی الامر اگر کتاب وسنت پر عمل نہیں کرتے ہیں تو ان کی اطاعت نہ کی جائے اور جس امر میں اولی الامر نے جھگڑا ڈالا ہے اس کو کتاب وسنت کیطرف لوٹاؤ اور کتاب وسنت سے اس نزاع کا فیصلہ کرلو۔

سید آلوسیؒ نے مذکورہ بیان پر کسی قدر مفید اضافہ کے ساتھ یہی لکھا ہے کہ اولی الامر کا عنوان امراء اور علماء دونوں کو شامل ہے۔ اس لئے کہ امراء سیاسی تدبیر اور انتظام کرتے ہیں اور علماء شریعت کی حفاظت کرتے ہیں۔ دونوں گروہوں کی اطاعت کا موقع ملتا ہے اور دونوں گروہوں سے نزاع اور اختلاف کیا جاسکتا ہے اور آخری فیصلہ صرف کتاب وسنت سے ہوگا۔

حافظ ابن قیمؒ کہتے ہیں قرآن اپنے مذکورہ اسلوب میں یہ اعلان کرتا ہے۔ کہ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اطاعت کا مستقل وجود ہے اور آپ کی حدیث وسنت کیلئے قرآن پر پیش کرنا ضروری نہیں ہے۔ کہ وہ قرآن میں مذکور ہے یا نہیں بلکہ جب بھی رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام امر کرتے ہیں ——— تو علی الاطلاق اسکی اطاعت واجب ہے، خواہ قرآن شریف میں آپ کا امر مذکور ہو یا نہ ہو۔ اور فرمایا اللہ کی طرف سے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تشریع کیلئے کتاب دی گئی ہے۔ اور کتاب کی طرح حدیث اور سنت دی گئی ہے جیساکہ صحیح سند سے آپ کا ارشاد ثابت ہے کہ میں کتاب دیا

گیا ہوں اور اس کے ساتھ اسکی مانند مثل دیا گیا ہوں (اعلام الموقعین ج اول ص۵۲-۵۶ اور ج ۲ ص۲۷۹) اور حافظؒ نے لکھا ہے کہ قرآن شریف نے اولی الامر کی اطاعت کے امر میں اطیعوا فعل کا اعادہ نہ کرنے میں یہ تنبیہ کر دی ہے کہ اولی الامر اگر سنت کے خلاف کوئی امر دیدے تو اسکی اطاعت نہیں کی جائے گی. اس لئے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا ہے (خالق کی معصیت میں مخلوق کی اطاعت نہیں ہے) —— اور فرمایا کہ قرآن شریف اس آیت میں کتاب وسنت کی طرف رجوع کرنے کے امر میں یہ ظاہر فرما رہا ہے کہ دین کے کسی مسئلہ کیلئے خواہ وہ چھوٹا ہے یا بڑا ہے، خفی ہے یا جلی کتاب و سنت میں حکم موجود ہے (خواہ وہ منطوق اور منصوص ہے یا عقلی مفہوم اور قیاس و اجتہاد کی صورت میں ہے) اور اگر ایسا نہ ہوتا تو قرآن شریف نزاع اور اختلاف کسی صورت میں کتاب اور سنت کیطرف رجوع کرنے کا امر نہ کرتا اس لئے کہ جہاں حکم کے دستیاب ہونے کی امید نہیں تھی اسکی طرف رجوع کرنے کا فائدہ کیا ہے (اعلام الموقعین ج اول ص۵۲-۵۶)

غرض یہ کہ دینی نزاعات کیلئے کتاب وسنت معیار ہیں کسی کا فکر و اجتہاد دینی نزاعات کا فیصلہ نہیں کر سکتا. نیز قرآن شریف نے کتاب وسنت کیطرف رجوع کرنے کو ایمان کا لازمہ اور تقاضا ظاہر کیا ہے اگر کوئی ایسا نہیں کرتا تو وہ ایمان کا لازمہ اور تقاضا پورا نہیں کرتا اور لازم کے انتفاء سے ایمان کے ملزوم کا انتفاء لازم ہوتا ہے۔ ایسے ضدی اور متردد کو اپنے ایمان کا پاس رکھنا چاہیئے. کہیں ضائع نہ ہو جائے۔

حافظ ابن قیمؒ فرماتے ہیں اگر حدیث اور سنت میں ایسا امر اور نہی مذکور ہیں کہ وہ قرآن شریف کے اوامر اور نواہی پر زائد ہیں تو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے نئی اور پیغمبرانہ تشریع ہے. (جسطرح کہ اللہ کی تشریع کتاب اللہ میں ظاہر ہوتی ہے، اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریع حدیث وسنت سے ثابت ہوتی ہے۔) رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تشریع کی اطاعت واجب ہے. اور معصیت حرام ہے. قرآن شریف نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کے جو اوامر دئیے ہیں ان کے معنی یہ ہیں کہ ایسے اوامر اور نواہی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی جائے جو قرآن شریف میں مذکور نہیں ہیں. اور اگر قرآن شریف کے اوامر کی مراد یہ نہ ہو تو پھر رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اطاعت کے کچھ معنی باقی نہیں رہتے اس لئے کہ قرآن شریف میں مذکورہ اوامر اور نواہی کی اطاعت قرآن کے احکام کی اطاعت ہے، مگر رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ مخصوص احکام کی اطاعت نہیں ہے. اور ہمیں قرآن شریف نے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایسے اوامر و نواہی کی اطاعت

کرنے پر مامور فرمایا ہے جو آپ کی ذات بابرکات کے ساتھ مخصوص ہے (اعلام الموقعین ج ۲ صفحہ ۳۸) حافظؒ نے اس بحث کو خوب تفصیل سے لکھا ہے اور ذیل کی مثالیں لکھی ہیں۔ اگر رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایسے احکام کی اطاعت ضروری نہیں ہے جو قرآن کے احکام پر زائد ہیں تو پھر ذیل کے احکام کو دین کے تو ام سے نکالنا چاہیئے۔

رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مخصوص احکام

حافظؒ نے لکھا ہے کہ قرآن شریف کے احکام سے زائد احکام سنت نبوی کے احکام اگر واجب الاطاعت نہیں ہیں تو پھر ذیل کے احکام کو دینی احکام کی حیثیت سے قبول نہیں کرنا چاہیئے۔ کیونکہ یہ ایسے احکام ہیں کہ صرف حدیث میں مذکور ہیں اور قرآن شریف میں مذکور نہیں ہیں۔

پہلی مثال :- ایک آدمی کے نکاح میں عمہ یا خالہ کے ساتھ بھتیجی یا بھانجی اکٹھی نہیں ہو سکتی۔

۲۔ رضاعت کے رشتہ سے اس طرح حرمت ثابت ہوتی ہے جس طرح نسب کے رشتہ سے حرمت ثابت تھی۔

۳۔ حائضہ عورت نماز نہیں پڑھ سکتی ہے اور نہ روزہ رکھ سکتی ہے۔

۴۔ جس نے رمضان کے مہینہ میں دن کو جماع کیا اس پر کفارہ واجب ہے۔

۵۔ مسلم کافر اور کافر مسلم کا وارث نہیں ہوتا ہے۔

۶۔ میراث میں بیٹے کی بیٹی کا چھٹا حصہ ہے۔ اگر میت کی بیٹی موجود ہے۔ الخ

اسی طرح بہت سی مثالیں ہیں۔ یہ احکام حدیث میں مذکور ہیں قرآن شریف میں مذکور نہیں ہیں۔

خلاصہ یہ ہے کہ قرآن شریف کی تشریع کی طرح حدیث اور سنت کی تشریع کی اطاعت واجب ہے اور تشریع صرف نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کر سکتے ہیں۔ اور تشریع کی تبدیلی کے لئے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت ضروری ہے۔ سنن کی تبدیلی اور قرآن شریف کی آیات کی تبدیلی میں کچھ فرق نہیں ہے۔ اور قرآن شریف کے احکام کی طرح رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اطاعت کیلئے سنن کے احکام اور جزئیات ناقابل تبدیلی ہیں۔ دینی نزاعات کسی کے فکر و اجتہاد سے فیصلہ نہیں ہو سکتے ہیں۔ خواہ وہ فکر اور اجتہاد کسی فرد کا ہے یا کسی گروہ کا ہے۔ امراء اور علماء کے نزاعات کے جانچنے اور صحیح ثابت کرنے کیلئے کتاب و سنت کی تائید اور موافقت ضروری اور لازمی ہے۔ اور یہ تمام امور پیغمبر

علیہ الصلوٰۃ والسلام کے آداب اور عظمت کے خصوصی شعائر ہیں۔ ان میں کوئی دوسرا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ شریک نہیں ہو سکتا ہے جو شخص نبوت کے آداب اور احکام کی پابندی نہیں کرنا چاہتا وہ نبوت کے آداب کے احترام اور پاسداری سے آزاد ہونا چاہتا ہے۔ اس کے لئے اعمال کے اکارت جانے کا اور عذاب الیم اور فتنۂ عظیم میں پڑ جانے کا بڑا خطرہ ہے۔ ہر ایک مسلمان کو حق تعالیٰ ایسے خذلان وخسران سے بچائے۔ آمین۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین۔

کرۂ ارض جدید تحقیقات کی روشنی میں

اگر آپ زمین کا وزن ٹنوں میں معلوم کرنا چاہیں تو ۶ کے بعد اکیس صفر لگائیے زمین کا سطحی رقبہ تقریباً ۱۹۶,۳۸۶,۰۰۰ مربع میل ہے جس میں سے ۵۶,۰۰۰,۰۰۰ مربع میل کے قریب خشکی ہے اور تقریباً ۱۴۱,۰۰۰,۰۰۰ مربع میل پر سمندر چھائے ہوئے ہیں۔ یعنی زمین پر تری خشکی کے مقابلہ میں تقریباً ڈھائی گنی ہے۔ زمین کا استوائی قطر ۷,۹۲۶ میل لمبا ہے، لیکن اگر ہم قطب شمالی سے قطب جنوبی تک زمین کے مرکز سے ایک سیدھا خط گزاریں تو اس کی لمبائی ۷,۹۰۰ میل ہوگی، کیونکہ زمین بالکل گول نہیں ہے۔ بلکہ قطبین پر قدرے پچکی ہوئی ہے۔ یہ زمین کا ـــــ استوائی گھیر ۲۴,۹۰۲ میل ہے لیکن قطبی گھیر ۲۴,۸۶۰ میل کے قریب ہے ـــ خط استوا پر زمین کے گھومنے کی رفتار ایک ہزار میل فی گھنٹہ سے زیادہ رہتی ہے، جس سے دن رات ظہور میں آتے ہیں۔ زمین سورج کے چاروں طرف سال بھر میں جو گردش کرتی ہے اس کی رفتار تقریباً ۶۶,۶۰۰ میل فی گھنٹہ رہتی ہے۔ سورج سے اس کا اوسط فاصلہ ۹۳,۰۰۰,۰۰۰ میل رہتا ہے۔ زمین کی کثافت پانی کے مقابلے میں پانچ گنی ہے۔ ہماری زمین کائنات کی وسعتوں کے مقابلے میں ایک ذرّے کی حیثیت بھی نہیں رکھتی ہے۔ تاہم اس کا اپنا ایک مقام ضرور ہے۔ وہ نظام شمسی کا تیسرا سیارہ ہے۔ سورج اس کے لئے ایک مرکزی حیثیت رکھتا ہے۔ لیکن خود سورج کہکشاں کا ایک معمولی ستارہ ہے۔ کہکشاں دراصل ایک عظیم مجموعۂ نجوم ہے۔ اس کے ستاروں کی تعداد ۱۰۰,۰۰۰,۰۰۰,۰۰۰ بتائی جاتی ہے۔ لیکن کائنات میں ایسے اربوں مجموعہ ہائے نجوم موجود ہیں۔ سائنسدان کہتے ہیں کہ کہکشاں کی چوڑائی ایک لاکھ نوری سال اور موٹائی پندرہ ہزار نوری سال ہے۔ ایک نوری سال سے وہ عظیم فاصلہ مراد ہوتا ہے، جو روشنی ایک لاکھ چھیاسی ہزار میل فی سیکنڈ کی زبردست رفتار سے ایک سال میں طے کرتی ہے۔ ہمارا سورج اور اس کے ساتھ ہماری زمین پہیئے جیسی شکل کی کہکشاں کے ایک سرے پر واقع ہے۔ لیکن بالکل کنارے پر نہیں۔